شذرات

معلوم ہونا چاہیے کہ بسا اوقات انسان الہام خداوندی کے ذریعہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کی طبیعت بہیمیہ کا جوش و ہیجان اسے کمال مطلوب تک پہنچنے سے روک رہا ہے جو اسے قوت ملکیہ کی اطاعت و انقیاد سے حاصل ہو سکتا ہے اسے اس کمال مطلوب تک پہنچنے سے روک رہا ہے جو اسے قوت ملکیہ کی طاعت و انقیاد سے حاصل ہو سکتا ہے اور اس لیے وہ طبیعت بہیمیہ سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس کے جوش و ہیجان کو توڑنے اور ٹھنڈا کرنے کی راہ تلاش کرتا ہے اور اس بارے میں اس کی بہترین معاون بھوک، پیاس، ترک جماع ترکِ مباشرۃ اور زبان و قلب اور دیگر اعضاءِ جسم کو قابو میں رکھنا ہے۔ یہ امور اس بارے میں اس کے لیے بہترین معاون اور مددگار ہوتے ہیں۔ اور اس لیے وہ انہی امور کو اپنے مرض نفسانی کے علاج کے لیے اختیار کرتا ہے اور پوری مستعدی سے ان امور کو انجام دیتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص کا درجہ ہے جسے انبیاء کرامؑ از راہ شفقت اس حالت کی طرف کشاں کشاں لے جاتے ہیں اور اس طرح لے جاتے ہیں کہ اس شخص کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا اور اس طور پر اس کی قوت بہیمیہ کے جوش و ہیجان کے ٹوٹنے سے اس کو فائدہ اور نفع ہوگا وہ اسے آخرت میں دیکھے گا۔

بسا اوقات انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کا کمال اور سخاوت اسی میں ہے کہ اس کی طبیعت اس کی عقل کی اطاعت گزار ہو جائے لیکن اس کی طبیعت کا اٹھان کچھ اس نہج پر ہوتا ہے کہ کبھی وہ عقل کی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتی ہے اور کبھی اس سے بغاوت کر جاتی ہے یا اس لیے ضرورت ہوتی ہے کہ اسے کسی عمل شاقہ کی طرف توجہ دلائی جائے اور اس کی مشق کرائی جائے جیسا کہ روزہ۔ وہ اس عمل کے لیے اپنی طبیعت کو مجبور کرتا ہے اور اس

بارے میں وفاء عہد کو لازم سمجھتا ہے چنانچہ وہ پے در پے اس کے لیے اپنی طبیعت کو مجبور کرتا چلا جاتا ہے اور وفاء عہد کا التزام کرتا رہتا ہے اور پوری طرح کا اہتمام کرتا ہے تاآنکہ اصل مطلوب کو حاصل کرلیتا ہے۔

بسا اوقات انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے اور اس لیے وہ مدتوں تک روزے رکھتا ہے اور یہ روزے اس کے لیے زیادہ شاق ہوتے ہیں بمقابلہ گناہ سے بچنے کے اور اس لیے وہ آئندہ اس قسم کے گناہ کے ارتکاب سے دور رہتا ہے اور ہمیشہ باخبر رہتا ہے کہ پھر کبھی وہ ایسا کام نہ کرے۔

بسا اوقات انسان کے اندر عورتوں کی طرف میلان جوش کر جاتا ہے اور اس کے پاس اس قدر فراخی نہیں ہوتی کہ وہ شادی کرے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اسے خوف رہتا ہے ایسا شخص روزے کے ذریعے اپنی شہوت کو ٹھنڈا کرلیتا ہے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھا کرے کہ روزہ اس کی شہوت کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

روزہ ایک ایسی زبردست نیکی ہے کہ انسان کی قوت ملکیہ کو طاقتور بنا دیتی ہے اور قوت بہیمیہ کو کمزور کردیتی ہے۔

روح کو صیقل کرنے اور اس کو مزین کرنے اور قوت بہیمیہ کو مغلوب کرنے کے حق میں روزہ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں اور اسی کو حدیث قدسی کے اندر بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

روزہ اس قدر گناہوں کا کفارہ کرتا ہے جس قدر طبیعت کے جوش و ہیجان کو توڑتا ہے روزہ انسان کو فرشتوں کے مشابہ کر دیتا ہے فرشتے روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں اور فرشتوں کے ساتھ محبت کا تعلق اس کی قوت بہیمیہ کے اثرات کو بالکل ضعیف کر دیتا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فرمایا: روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

اگر انسان بطور ایک مشہور رسم کے بھی روزہ رکھتا ہے تب بھی بہت سی رواجی خرابیاں

سے وہ بچ جاتا ہے اور بہت سی چیزوں میں روزہ اسے مفید اور سودمند ثابت ہوتا ہے۔

اگر کوئی قوم روزوں کا التزام کرلیتی ہے تو اس قوم کے شیاطین پابہ زنجیر مقید کر دیئے جاتے ہیں جنت کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ جب کوئی انسان اپنے نفس کو مغلوب کرنے اور نفس کو بُرے اخلاق سے پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لیے عملی اقدام کرتا ہے تو عالم مثال میں اس کے عمل کی مقدس صورت متمثل ہوجایا کرتی ہے۔ پھر بعض اذکیاء عارفین اس صورت کی طرف توجہ کرتے ہیں اور عالم غیب سے اس کی اعانت کرتے ہیں اور اس طرح وہ اپنی پاکی اور صفائی کے ذریعے ذاتِ الہٰی تک پہنچ جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے یہی معنی ہیں "الصوم لی و انا اجزی به" یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لیے ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور میں ہی اس کی جزا اور بدلہ دوں گا۔

بسا اوقات اپنے دنیوی مشاغل سے مضرت رساں اثرات محسوس کرتا ہے اور ان مشاغل کی وجہ سے اس کے حواس بیرونی اثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات ان اثرات سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اس کے لیے ایک نفع بخش عمل ہوتا ہے کہ وہ ان مسجدوں میں جو نمازوں کے لیے بنائی گئی ہیں چلا جائے اور دنیوی مشاغل سے یکسو ہو کر عبادت کرے لیکن ظاہر ہے کہ اس حالت میں اس کی مداومت ناممکن ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو چیز کامل طور پر حاصل نہیں کی جاسکتی اسے بالکل ترک بھی نہیں کیا جاسکتا اس لیے انسان اپنے حالات کو پیشِ نظر رکھ کر فراغت کا کچھ وقت نکال لیتا ہے اور وہ حسبِ مقدور اعتکاف و یکسوئی کر لیتا ہے اور یکسوئی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص کا درجہ ہے جس نے اس چیز کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سمجھا، اور قلبی شہادت کے ساتھ اسے قبول کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا۔

پھر اس شخص کا درجہ ہے جو عامی آدمی ہے لیکن زبردستی مجبور کرکے اس سے اعتکاف کرایا جائے اور پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان روزہ تو رکھ لیتا ہے لیکن وہ اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرسکتا اس لیے زبان کی حفاظت کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ وہ اعتکاف کرے۔

(حجۃ اللہ البالغہ)